

Allama Iqbal Open University AIU BS
Islamic Studies Solved Assignment No 2
Autumn 2025
Code 2953 Principles of Islamic Jurisprudence

سوال نمبر 1

اہلیت وجوب اور اہلیت ادا کی اقسام اور احکام واضح کریں۔

تعارف اہلیت

فقہ اسلامی میں انسان کی قانونی اور شرعی حیثیت کو اہلیت کہا جاتا ہے۔ اہلیت سے مراد وہ صلاحیت ہے جس کی بنیاد پر کسی شخص پر حقوق ثابت ہوتے ہیں یا اس سے شرعی افعال کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ شریعت نے انسان کی عمر، عقل، شعور اور حالت کے اعتبار سے اہلیت کی مختلف صورتیں مقرر کی ہیں تاکہ

احکامِ الہی عدل، حکمت اور سہولت کے ساتھ نافذ ہوں۔ اہلیت کی دو بنیادی اقسام ہیں: اہلیتِ وجوب اور اہلیتِ ادا۔ یہ دونوں فقہ اسلامی میں تکلیف، ذمہ داری، حقوق و فرائض اور قانونی آثار کو سمجھنے کی بنیاد ہیں۔

اہلیتِ وجوب

تعریف

اہلیتِ وجوب سے مراد انسان کی وہ صلاحیت ہے جس کی بنا پر اس کے حق میں حقوق ثابت ہوں اور اس پر ذمہ داریاں عائد ہوں، خواہ وہ خود ان ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی قدرت رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو۔ دوسرے لفظوں میں اہلیتِ وجوب ”حق قبول کرنے کی صلاحیت“ کا نام ہے۔

اہلیتِ وجوب کی بنیاد

اہلیتِ وجوب کی بنیاد انسان ہونا ہے۔ جیسے ہی انسان وجود میں آتا ہے، اسے شریعت میں ایک قانونی حیثیت حاصل ہو جاتی ہے، کیونکہ اسلام انسانی جان کو پیدائش سے پہلے ہی احترام عطا کرتا ہے۔

اہلیتِ وجوب کی اقسام

1. اہلیتِ وجوبِ ناقص

تعریف

وہ اہلیت جس میں انسان کے لیے کچھ حقوق ثابت ہوتے ہیں مگر اس پر مکمل ذمہ داریاں عائد نہیں ہوتیں، اہلیتِ وجوبِ ناقص کہلاتی ہے۔

اس کا محل

- جنین (ماں کے پیٹ میں بچہ)

مثالیں

- جنین کو وراثت کا حق حاصل ہوتا ہے
- جنین کے لیے وصیت کی جا سکتی ہے
- جنین کے حق میں دیت ثابت ہو سکتی ہے

احکام

- جنین پر عبادات فرض نہیں ہوتیں

● جنین پر کوئی قانونی ذمہ داری نہیں

● حقوق مشروط ہوتے ہیں، یعنی زندہ پیدا ہونے پر نافذ ہوتے ہیں

یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اسلام انسانی زندگی کو ابتدا ہی سے قانونی تحفظ فراہم کرتا ہے۔

2۔ اہلیتِ وجوبِ کامل

تعریف

وہ اہلیت جس میں انسان کے لیے تمام شرعی حقوق ثابت ہو جائیں اور اس پر مالی ذمہ داریاں بھی عائد ہو جائیں، اہلیتِ وجوبِ کامل کہلاتی ہے۔

اس کا محل

● زندہ پیدا ہونے والا انسان (بچہ، بالغ، عاقل یا غیر عاقل)

مثالیں

● ملکیت کا حق

● وراثت کا حق

● نفقہ کا حق

● مالی ذمہ داریاں (مثلاً زکوٰۃ مال پر)

احکام

● بچہ اگرچہ عبادات کا مکلف نہیں مگر اس کا مال قابلِ زکوٰۃ ہو سکتا ہے

● مجنون یا نابالغ کے مال پر حقوق و واجبات ثابت ہوتے ہیں

● مالی معاملات میں ولی یا سرپرست ذمہ دار ہوتا ہے

اہلیتِ ادا

تعریف

اہلیتِ ادا سے مراد انسان کی وہ صلاحیت ہے جس کی بنیاد پر اس کے افعال معتبر سمجھے جائیں اور وہ خود شرعی احکام کی ادائیگی کا ذمہ دار ہو۔ یعنی

”عمل کرنے اور اس کے نتائج برداشت کرنے کی صلاحیت“۔

اہلیتِ ادا کی بنیاد

اہلیتِ ادا کی بنیاد دو چیزیں ہیں:

● عقل

● شعور و فہم

صرف انسان ہونا کافی نہیں بلکہ سمجھ بوجھ کا ہونا ضروری ہے۔

اہلیتِ ادا کی اقسام

1۔ اہلیتِ ادا معدوم

تعریف

وہ حالت جس میں انسان بالکل بھی شرعی افعال کا مکلف نہیں ہوتا، اہلیتِ ادا

معدوم کہلاتی ہے۔

اس کا محل

● جنین

● نومولود بچہ

● مکمل پاگل (مجنون مطبق)

احکام

- عبادات فرض نہیں
- اقوال و افعال شرعاً معتبر نہیں
- کوئی حد یا تعزیر نافذ نہیں ہوتی

یہ شریعت کی رحمت کا مظہر ہے کہ اس نے بے شعور انسان کو مکلف نہیں بنایا۔

2۔ اہلیتِ ادا ناقص

تعریف

وہ اہلیت جس میں انسان کے بعض افعال معتبر ہوتے ہیں اور بعض نہیں، اہلیتِ ادا ناقص کہلاتی ہے۔

اس کا محل

- نابالغ مگر سمجھدار بچہ (ممیز)
- جزوی پاگل
- سوتا ہوا شخص

- عبادات کی مشق کروائی جاتی ہے مگر فرض نہیں
- بعض معاملات (مثلاً خرید و فروخت) ولی کی اجازت سے درست
- حدود نافذ نہیں ہوتیں
- عبادات پر ثواب ہے مگر ترک پر گناہ نہیں

یہ مرحلہ تربیت اور تدریج کا ہے۔

3۔ اہلیتِ ادا کامل

تعریف

وہ اہلیت جس میں انسان کے تمام اقوال و افعال شرعاً معتبر ہوں اور وہ مکمل طور پر مکلف ہو، اہلیتِ ادا کامل کہلاتی ہے۔

اس کا محل

- بالغ
- عاقل

● ہوش مند انسان

احکام

● عبادات فرض

● ترکِ فرائض پر گناہ

● جرائم پر حدود و تعزیرات نافذ

● معاملات مکمل طور پر معتبر

یہی وہ مرحلہ ہے جس میں انسان شریعت کا مکمل مخاطب بنتا ہے۔

عوارضِ اہلیت

بعض عارضی یا دائمی حالات اہلیت کو متاثر کرتے ہیں، جنہیں عوارضِ اہلیت

کہا جاتا ہے، جیسے:

● جنون

● نیند

- نشہ
- اکراہ
- بیماری

یہ عوارض کبھی اہلیتِ ادا کو ساقط کر دیتے ہیں اور کبھی اسے ناقص بنا دیتے ہیں، مگر اہلیتِ وجوب عموماً برقرار رہتی ہے۔

اہلیتِ وجوب اور اہلیتِ ادا میں فرق

- اہلیتِ وجوب حقوق و ذمہ داریوں کے ثبوت سے متعلق ہے
 - اہلیتِ ادا افعال کی صحت اور ذمہ داری سے متعلق ہے
 - اہلیتِ وجوب پیدائش سے ثابت ہو جاتی ہے
 - اہلیتِ ادا عقل و بلوغ سے مکمل ہوتی ہے
-

اہلیت کے یہ اصول:

- عدلِ اسلامی کی بنیاد ہیں
 - قانون اور اخلاق میں توازن قائم کرتے ہیں
 - انسانی کمزوریوں کا لحاظ رکھتے ہیں
 - شریعت کو قابلِ عمل اور قابلِ نفاذ بناتے ہیں
-

خلاصہ بحث

فقہ اسلامی میں اہلیتِ وجوب اور اہلیتِ ادا انسانی زندگی کے مختلف مراحل کو سامنے رکھ کر مقرر کی گئی ہیں۔ اہلیتِ وجوب انسان کو حقوق عطا کرتی ہے جبکہ اہلیتِ ادا اسے ذمہ دار بناتی ہے۔ ان دونوں کا باہمی ربط شریعت کی حکمت، رحمت اور عدل کا واضح ثبوت ہے۔

سوال نمبر 2

عام کی تعریف، اقسام و احکام واضح کریں۔ نیز عام اور مطلق کے درمیان فرق واضح کریں۔

تعارف عام

اصول فقہ میں الفاظ کے معانی و مفہیم کو سمجھنا نہایت بنیادی اہمیت رکھتا ہے کیونکہ شرعی احکام کا دار و مدار الفاظ شرعیہ کی درست تشریح پر ہوتا ہے۔ انہی الفاظ میں سے ایک اہم اصطلاح عام ہے۔ قرآن و سنت میں عام الفاظ کثرت سے استعمال ہوئے ہیں اور ان کے صحیح فہم کے بغیر شریعت کے احکام کو درست طور پر سمجھنا ممکن نہیں۔ اسی لیے اصولیین نے عام کی تعریف، اقسام، احکام اور دیگر اصطلاحات خصوصاً مطلق سے اس کے فرق کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔

عام کی تعریف

اصولی اصطلاح میں عام اس لفظ کو کہتے ہیں جو اپنے مفہوم میں ایک ہی دفعہ تمام افراد کو بلا استثناء شامل کر لے۔

یعنی ایسا لفظ جو کسی جنس، نوع یا گروہ کے تمام افراد پر بیک وقت دلالت کرے، عام کہلاتا ہے۔

مثال

- الناس (تمام لوگ)
- المؤمنون (تمام ایمان والے)
- کل (سب)
- من، ما (عموم کے لیے)

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ

یہاں کل عموم پر دلالت کر رہا ہے۔

عام کی اقسام

اصولیین نے عام کو مختلف اعتبارات سے کئی اقسام میں تقسیم کیا ہے تاکہ اس کے اطلاق اور احکام کو بہتر طور پر سمجھا جا سکے۔

1. عام باللفظ

یہ وہ عام ہے جس کا عموم خود لفظ کی ساخت سے ظاہر ہو۔

مثالیں

● کل انسان فان

● حرمت علیکم المیتة

یہاں لفظ خود ہی تمام افراد کو شامل ہے۔

2. عام بالمعنی

وہ عام جو لفظاً تو خاص معلوم ہو مگر معنی کے اعتبار سے عموم رکھتا ہو۔

مثال

● الذين قال لهم الناس

یہاں الناس سے مراد ایک فرد (نعیم بن مسعود) ہے مگر معنی عموم پر

دلالت کر رہا ہے۔

3. عام حقیقی

وہ عام جو واقعی اپنے تمام افراد کو شامل ہو اور اس سے کوئی فرد خارج نہ ہو۔

مثال

● والله بكل شيء عليم

4. عام عرفی

وہ عام جس کا عموم عرف یا عادت کے لحاظ سے ہو، حقیقی اعتبار سے نہیں۔

مثال

● ”تمام شہر جمع ہو گیا“

حالانکہ حقیقت میں تمام افراد موجود نہیں ہوتے۔

5۔ عام مخصوص

وہ عام لفظ جس میں سے بعض افراد کسی دلیل کی بنا پر خارج کر دیے جائیں۔

مثال

السارق والسارقة فاقطعوا ايديهما

اس میں چور عام ہے، مگر بچے، مجنون وغیرہ تخصیص سے خارج ہیں۔

6۔ عام باقی علیٰ عمومہ

وہ عام جو کسی تخصیص کے بغیر اپنے تمام افراد پر برقرار ہو۔

عام کے احکام

1. عام کا حکم عموم پر محمول ہوتا ہے

اصول یہ ہے کہ عام لفظ کو اس کے تمام افراد پر ہی محمول کیا جائے گا، جب تک کوئی تخصیص نہ آ جائے۔

2. عام قطعی الدلالتہ ہوتا ہے

اکثر اصولیین کے نزدیک عام اپنے عموم میں قطعی ہوتا ہے، یعنی اس کا مفہوم واضح ہوتا ہے۔

3. عام کی تخصیص ممکن ہے

عام کی تخصیص قرآن، سنت، اجماع، قیاس یا عقل کے ذریعے ہو سکتی ہے۔

4. عام پر عمل واجب ہے

جب تک کوئی تخصیص نہ ملے، عام پر عمل واجب سمجھا جائے گا۔

5. عام اور خاص میں تعارض ہو تو تخصیص کی جائے گی

اگر عام اور خاص میں بظاہر تعارض ہو تو عام کو خاص کے ذریعے محدود کر دیا جاتا ہے۔

مطلق کی تعریف

مطلق اس لفظ کو کہتے ہیں جو کسی ایک فرد پر بغیر کسی قید کے دلالت کرے، مگر عموم کا مفہوم نہ رکھتا ہو۔

مثال

● رقبۂ (ایک غلام)

یہ لفظ ہر غلام کو شامل نہیں کرتا بلکہ کسی ایک غیر معین غلام پر دلالت کرتا ہے۔

عام اور مطلق میں فرق

1. مفہوم کے اعتبار سے فرق

- عام تمام افراد کو شامل کرتا ہے
 - مطلق ایک فرد پر دلالت کرتا ہے مگر غیر معین ہوتا ہے
-

2. شمولیت کا فرق

- عام میں شمولیت بیک وقت ہوتی ہے
 - مطلق میں شمولیت بدلی کے طور پر ہوتی ہے
-

3. تخصیص اور تقیید

- عام میں تخصیص ہوتی ہے
 - مطلق میں تقیید ہوتی ہے
-

4. مثال سے وضاحت

عام کی مثال:

حرمت علیکم المیتہ

ہر مردار حرام ہے

مطلق کی مثال:

فَتَّحْرِیرُ رَقَبَةٍ

ایک غلام آزاد کرنا ہے (کوئی بھی ایک)

5. حکم کے نفاذ میں فرق

- عام کا حکم تمام افراد پر لاگو ہوتا ہے
 - مطلق کا حکم ایک فرد کے ذریعے ادا ہو جاتا ہے
-

فقہی اہمیت

عام اور مطلق کے فرق کو سمجھنا:

- فقہی اختلافات کی بنیاد ہے
 - آیاتِ احکام کی درست تشریح میں مدد دیتا ہے
 - تخصیص اور تقیید کے اصول واضح کرتا ہے
 - شریعت کے اعتدال اور حکمت کو ظاہر کرتا ہے
-

خلاصہ

عام وہ لفظ ہے جو ایک ہی وقت میں تمام افراد کو شامل ہو، جبکہ مطلق ایک فرد پر بغیر قید کے دلالت کرتا ہے۔ عام کا اصل حکم عموم پر عمل کرنا ہے جب تک تخصیص نہ آ جائے، اور مطلق میں تقیید کے ذریعے حکم محدود کیا جاتا ہے۔ ان دونوں کے اصول فقہ اسلامی کے نہایت اہم اور بنیادی مباحث میں شمار ہوتے ہیں۔

سوال نمبر 3

مطلق و مقید کی تعریف، اقسام و احکام پر تبصرہ کریں۔

تعارف

اصول فقہ میں نصوص شرعیہ کے الفاظ کو سمجھنے کے لیے جن بنیادی اصطلاحات پر بحث کی جاتی ہے، ان میں **مطلق** اور **مقید** کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ قرآن مجید اور سنت نبوی ﷺ میں متعدد مقامات پر احکام ایسے

الفاظ میں وارد ہوئے ہیں جو یا تو مطلق ہوتے ہیں یا کسی قید کے ساتھ مقید۔ ان دونوں کی درست تشریح کے بغیر نہ صرف احکام شرعیہ کا صحیح فہم ممکن نہیں بلکہ فقہی اختلافات کو بھی سمجھنا دشوار ہو جاتا ہے۔ اسی لیے اصولیین نے مطلق و مقید کی تعریف، اقسام اور ان کے احکام کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔

مطلق کی تعریف

اصولی اصطلاح میں **مطلق** اس لفظ کو کہتے ہیں جو کسی ایک فرد یا حقیقت پر بلا کسی قید، شرط یا وصف کے دلالت کرے، مگر اس میں عموم کا مفہوم نہ پایا جائے۔

یعنی مطلق ایسا لفظ ہے جو غیر معین فرد کو ظاہر کرے، لیکن اس کے ساتھ کوئی تخصیصی وصف یا قید ذکر نہ ہو۔

مثال

● رقبۃ (ایک غلام)

● عبد (غلام)

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

فَتَّحْرِيرُ رَقَبَةٍ

یہاں رقبۂ مطلق ہے، کیونکہ غلام کے ایمان، جنس یا کسی اور وصف کی کوئی قید موجود نہیں۔

مطلق کی اقسام

1. مطلق حقیقی

وہ مطلق جس میں حقیقتاً کوئی قید موجود نہ ہو اور لفظ اپنی اصل حالت پر ہو۔

مثال

● تحریر رقبۂ

یہ کسی بھی غلام پر صادق آتا ہے۔

2. مطلق عرفی

وہ مطلق جو عرف یا عادت کے اعتبار سے محدود سمجھا جاتا ہو، اگرچہ لفظاً مطلق ہو۔

مثال

● ”غلام آزاد کرو“

عرفاً صحت مند غلام مراد لیا جاتا ہے۔

3. مطلق شرعی

وہ مطلق جس کا مفہوم شریعت کے کسی خاص استعمال سے متعین ہو۔

مثال

● ید (ہاتھ)

شرعی سیاق میں کبھی مخصوص حد تک مراد ہوتا ہے۔

مطلق کے احکام

1. مطلق اپنے اطلاق پر باقی رہتا ہے

اصولی قاعدہ یہ ہے کہ مطلق کو اس کے اطلاق پر ہی رکھا جائے گا، جب تک کوئی مقید دلیل موجود نہ ہو۔

2. مطلق میں تقیید جائز ہے

اگر کسی اور نص میں وہی حکم کسی قید کے ساتھ آ جائے تو مطلق کو مقید پر محمول کیا جائے گا، بشرطیکہ:

● حکم ایک ہو

● سبب ایک ہو

3. مطلق پر عمل ایک فرد سے ہو جاتا ہے

مطلق حکم کی تعمیل کسی ایک فرد کے ذریعے مکمل ہو جاتی ہے۔

مقید کی تعریف

مقید اس لفظ کو کہتے ہیں جو کسی فرد یا حقیقت پر کسی خاص قید، شرط یا وصف کے ساتھ دلالت کرے۔

یعنی وہ لفظ جس کے مفہوم کے ساتھ کوئی اضافی وصف یا شرط شامل ہو، مقید کہلاتا ہے۔

مثال

● رقبۃ مؤمنۃ (ایمان والا غلام)

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ

یہاں غلام کو ایمان کی قید کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے، اس لیے یہ مقید ہے۔

مقید کی اقسام

1. مقید بالوصف

وہ مقید جس میں کسی صفت کے ذریعے تحدید کی گئی ہو۔

مثال

● رقبۃ مؤمنۃ

2. مقید بالشرط

وہ مقید جس میں شرط کے ذریعے حکم کو محدود کیا گیا ہو۔

مثال

● اگر استطاعت ہو تو حج فرض ہے

3. مقید بالزمان

وہ مقید جس میں وقت کی قید شامل ہو۔

مثال

● رمضان کے روزے

4. مقید بالمكان

وہ مقید جس میں جگہ کی قید ہو۔

مثال

● مسجد حرام میں طواف

مقید کے احکام

1. مقید پر اسی قید کے ساتھ عمل واجب ہے

مقید حکم کو اس کی قید کے بغیر ادا نہیں کیا جا سکتا۔

2. مقید مطلق کو محدود کرتا ہے

اگر مطلق اور مقید ایک ہی حکم اور سبب میں جمع ہو جائیں تو مطلق کو مقید پر
محمول کیا جائے گا۔

3. مقید کو نظر انداز کرنا جائز نہیں

قید کو چھوڑ کر عمل کرنا حکم شرعی کی خلاف ورزی شمار ہو گی۔

مطلق اور مقید کا باہمی تعلق

1. حکم اور سبب دونوں ایک ہوں

اگر مطلق اور مقید کا حکم اور سبب دونوں ایک ہوں تو مطلق کو مقید پر محمول
کیا جائے گا۔

مثال

کفارہ قتل اور کفارہ ظہار میں غلام آزاد کرنے کا حکم آیا، ایک جگہ مطلق اور
دوسری جگہ مقید، تو مطلق کو مقید پر محمول کیا جائے گا۔

2. حکم ایک اور سبب مختلف ہو

اگر حکم ایک ہو مگر سبب مختلف ہو تو مطلق کو مقید پر محمول نہیں کیا جائے گا۔

3. حکم مختلف ہوں

اگر حکم ہی مختلف ہو تو مطلق و مقید میں کوئی تعارض نہیں ہوگا۔

فقہی اہمیت

مطلق و مقید کے اصول:

- آیات احکام کے فہم میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں
- فقہی اختلافات کی وجوہات واضح کرتے ہیں
- شریعت میں توازن اور حکمت کو نمایاں کرتے ہیں

● اجتہاد کے دروازے کو منظم کرتے ہیں

خلاصہ بحث

مطلق وہ لفظ ہے جو بغیر کسی قید کے کسی ایک غیر معین فرد پر دلالت کرے، جبکہ مقید وہ ہے جو کسی قید، شرط یا وصف کے ساتھ آئے۔ اصول یہ ہے کہ مطلق کو اس کے اطلاق پر رکھا جائے گا، لیکن اگر وہی حکم اور سبب کے ساتھ مقید نص آ جائے تو مطلق کو مقید پر محمول کیا جائے گا۔ مطلق و مقید کا یہ اصول فقہ اسلامی کے نہایت اہم اور بنیادی مباحث میں شمار ہوتا ہے اور شریعت کے فہم میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔

سوال نمبر 4

مفسّر اور محکم کا معنی و مفہوم بیان کریں۔ مثالیں اور احکام تفصیل سے ذکر کریں۔

تعارف

اصول فقہ اور علوم قرآن میں نصوص شرعیہ کو سمجھنے کے لیے الفاظ کی دلالت اور ان کے درجات کو جاننا نہایت ضروری ہے۔ قرآن و سنت میں بعض الفاظ ایسے ہوتے ہیں جن کا مفہوم بالکل واضح اور کھلا ہوتا ہے، جبکہ بعض ایسے ہوتے ہیں جن کی وضاحت کسی اور نص کے ذریعے کی جاتی ہے۔ اسی سلسلے میں مفسّر اور محکم دو نہایت اہم اصطلاحات ہیں۔ ان دونوں کا تعلق نص کے وضوح، قطیعت اور اس پر عمل کے درجے سے ہے۔ ان کی صحیح معرفت کے بغیر نہ آیات احکام کا درست فہم ممکن ہے اور نہ ہی فقہی استنباط میں پختگی پیدا ہو سکتی ہے۔

مفسّر کا معنی و مفہوم

لغوی معنی

لفظ مفسّر، تفسیر سے مشتق ہے، جس کے لغوی معنی ہیں:

● کھول کر بیان کرنا

● واضح کر دینا

● پردہ ہٹا دینا

اصطلاحی تعریف

اصولی اصطلاح میں مفسّر اس نص کو کہتے ہیں جس کا معنی پہلے اجمالی یا محتمل ہو، پھر کسی دوسری دلیل (قرآن، سنت یا خود اسی آیت کے دوسرے حصے) کے ذریعے اس کی وضاحت کر دی جائے، یہاں تک کہ اس میں کسی قسم کا احتمال باقی نہ رہے۔

یعنی مفسّر وہ نص ہے جو وضاحت کے بعد بالکل واضح ہو جائے۔

مفسّر کی خصوصیات

- 1- اس کا مفہوم مکمل طور پر واضح ہوتا ہے
 - 2- اس میں کسی تاویل یا تخصیص کی گنجائش نہیں رہتی
 - 3- اس کی وضاحت خود نص شرعی یا صحیح حدیث سے ہوتی ہے
 - 4- اس پر عمل واجب ہوتا ہے
-

مفسر کی مثالیں

مثال 1: قرآن سے

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

وَأَقِمُوا الصَّلَاةَ

یہ حکم مجمل تھا کہ نماز کیسے قائم کی جائے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

صلوا کما رأیتمونی أصلی

یہ حدیث نماز کے طریقے کو مفسر بنا دیتی ہے۔ اب نماز کا مفہوم واضح ہو گیا۔

مثال 2: زکوٰۃ

قرآن میں حکم آیا:

وَأَتُوا الزَّكَاةَ

یہ حکم مجمل تھا، لیکن نبی ﷺ نے:

● نصاب

● شرح

● مصارف

واضح فرما دیے، یوں زکوٰۃ کا حکم مفسر بن گیا۔

مفسر کے احکام

1۔ مفسّر پر عمل واجب ہوتا ہے

چونکہ اس کا مفہوم واضح ہو چکا ہوتا ہے، اس لیے اس پر عمل میں کسی تاویل یا توقف کی گنجائش نہیں۔

2۔ مفسّر میں نسخ ممکن ہے (نزول کے زمانے میں)

اگر کوئی بعد کی وحی آ جائے تو مفسّر کا حکم منسوخ ہو سکتا ہے، لیکن رسول ﷺ کی وفات کے بعد یہ امکان ختم ہو جاتا ہے۔

3۔ مفسّر میں اختلاف کی گنجائش نہیں

چونکہ اس کی وضاحت ہو چکی ہوتی ہے، اس لیے اس کے مفہوم میں اختلاف معتبر نہیں ہوتا۔

محکم کا معنی و مفہوم

لغوی معنی

لفظ محکم کا مادہ ”حکم“ ہے، جس کے لغوی معنی ہیں:

- مضبوط
- پختہ
- ناقابلِ تزلزل

اصطلاحی تعریف

اصولی اصطلاح میں محکم اس نص کو کہتے ہیں جس کا مفہوم بذاتِ خود بالکل واضح، قطعی اور مضبوط ہو، اور جس میں نہ اجمال ہو، نہ احتمال، نہ تاویل اور نہ ہی نسخ کا امکان باقی ہو۔

یعنی محکم وہ نص ہے جو اپنی وضاحت میں آخری درجے پر ہو۔

محکم کی خصوصیات

- 1۔ اس کا معنی بالکل واضح ہوتا ہے
- 2۔ اس میں کسی دوسری دلیل کی حاجت نہیں ہوتی
- 3۔ اس میں نہ تخصیص کی گنجائش ہوتی ہے

4۔ اس میں نسخ کا امکان نہیں ہوتا

5۔ یہ شریعت کا مستقل اور دائمی حکم ہوتا ہے

محکم کی مثالیں

مثال 1: عقائد سے

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ

یہ آیت توحید کے بارے میں محکم ہے۔

اس میں:

- کوئی اجمال نہیں
 - کوئی تاویل نہیں
 - کوئی تخصیص نہیں
-

مثال 2: حلال و حرام

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ

مردار کی حرمت ایک محکم حکم ہے، جو ہمیشہ کے لیے ثابت ہے۔

مثال 3: حدود

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا

یہ آیت اپنے اصل حکم کے اعتبار سے محکم ہے، اگرچہ اطلاق میں شرائط ہیں۔

محکم کے احکام

1- محکم پر ہر حال میں عمل واجب ہے

اسے چھوڑنا یا بدلنا جائز نہیں۔

2- محکم میں نسخ نہیں ہوتا

کیونکہ یہ شریعت کے دائمی اصول بیان کرتا ہے۔

3۔ محکم میں اختلاف کی کوئی گنجائش نہیں

اس کا انکار کفر یا گمراہی تک لے جا سکتا ہے (حسبِ نوعیت)۔

4۔ محکم شریعت کی بنیاد ہے

تمام فقہی، اعتقادی اور اخلاقی احکام محکّات پر قائم ہوتے ہیں۔

مفسّر اور محکم میں فرق

1۔ وضوح کے اعتبار سے

● مفسّر وضاحت کے بعد واضح ہوتا ہے

● محکم ابتدا ہی سے واضح ہوتا ہے

2۔ دلیل کی ضرورت

● مفسّر کو وضاحت کے لیے دوسری دلیل کی حاجت ہوتی ہے

● محکم کو کسی وضاحت کی ضرورت نہیں

3۔ نسخ کا امکان

● مفسّر میں (نزول کے دور میں) نسخ ممکن ہے

● محکم میں نسخ ممکن نہیں

4۔ درجہ قطیعت

● محکم، مفسّر سے زیادہ قطعی ہوتا ہے

فقہی و اصولی اہمیت

1۔ آیات احکام کی درست درجہ بندی ممکن ہوتی ہے

2۔ اختلافی مسائل میں صحیح منہج استدلال ملتا ہے

3۔ شریعت کے قطعی اور ظنی احکام میں فرق واضح ہوتا ہے

4۔ اجتہاد کی حدود متعین ہوتی ہیں

خلاصہ بحث

مفسّر وہ نص ہے جس کا معنی کسی وضاحت کے بعد بالکل واضح ہو جائے، جبکہ محکم وہ نص ہے جو اپنی ذات میں ہی قطعی، واضح اور مضبوط ہو۔ مفسّر پر عمل واجب ہے مگر اس میں نزول کے دور میں نسخ کا امکان تھا، جبکہ محکم شریعت کے دائمی اور ناقابلِ تغیر احکام پر مشتمل ہوتا ہے۔ ان دونوں کی معرفت اصولِ فقہ اور فہمِ قرآن میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے اور شریعت کے عدل، حکمت اور استحکام کو واضح کرتی ہے۔

سوال نمبر 5

معاملات اور عبادات سے متعلق کسی بھی تین قواعدِ فقہیہ پر تفصیلی نوٹ لکھیں۔

اسلامی فقہ میں قواعد فقہیہ کو نہایت بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ یہ وہ جامع اصول ہیں جن کے تحت بے شمار فقہی مسائل کو سمجھا اور حل کیا جاتا ہے۔ قواعد فقہیہ دراصل فقہی احکام کا نچوڑ ہوتے ہیں جو قرآن، سنت، اجماع اور قیاس سے اخذ کیے گئے ہیں۔ ان قواعد کی مدد سے عبادات اور معاملات دونوں کے پیچیدہ مسائل کو سہولت سے سمجھا جا سکتا ہے۔ ذیل میں عبادات اور معاملات سے متعلق تین اہم قواعد فقہیہ پر تفصیلی بحث پیش کی جاتی ہے۔

قاعدہ نمبر 1

الأمر بمقاصدھا

(اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے)

قاعدے کا مفہوم

اس قاعدے کا مطلب یہ ہے کہ انسان کے ہر عمل کا شرعی حکم اس کی نیت اور مقصد کے مطابق متعین ہوتا ہے۔ ایک ہی ظاہری عمل مختلف نیتوں کی وجہ سے مختلف شرعی حیثیت اختیار کر لیتا ہے۔

ماخذ

یہ قاعدہ مشہور حدیث سے ماخوذ ہے:

"إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ"

(اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے)

عبادات میں اطلاق

1۔ نماز

اگر کوئی شخص نماز اللہ کی رضا کے لیے پڑھے تو عبادت ہے، لیکن دکھاوے کے لیے پڑھے تو ریا ہے اور گناہ بن جاتی ہے۔

2- روزہ

روزہ رکھنے کی نیت عبادت ہے، لیکن صرف وزن کم کرنے کی نیت ہو تو شرعی روزہ شمار نہیں ہوگا۔

3- زکوٰۃ

زکوٰۃ دیتے وقت نیت نہ ہو تو وہ صرف صدقہ کہلائے گا، زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔

معاملات میں اطلاق

1- خرید و فروخت

اگر کوئی چیز بطور تحفہ دی جائے تو بہہ ہے، اور قیمت لے کر دی جائے تو بیع ہے۔

2- قرض

قرض کی نیت سے دیا گیا مال واپس لینا جائز ہے، جبکہ ہدیہ کی نیت سے دیا گیا مال واپس لینا جائز نہیں۔

- عبادات کی صحت نیت پر موقوف ہے
 - معاملات میں اصل مقصد واضح ہوتا ہے
 - ریا اور دھوکے سے بچاؤ ہوتا ہے
-

قاعدہ نمبر 2

اليقين لا يزول بالشك

(یقین شک سے زائل نہیں ہوتا)

قاعدے کا مفہوم

اس قاعدے کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی چیز یقین سے ثابت ہو اور بعد میں اس کے خلاف صرف شک پیدا ہو جائے تو یقین ہی معتبر ہوگا، شک کی بنیاد پر حکم تبدیل نہیں کیا جائے گا۔

ماخذ

یہ قاعدہ کئی احادیث اور فقہی اصولوں سے ماخوذ ہے، جن میں شک کو غیر معتبر قرار دیا گیا ہے۔

عبادات میں اطلاق

1- وضو

اگر کسی شخص کو یقین ہے کہ اس نے وضو کیا ہے، لیکن بعد میں شک ہو کہ ٹوٹا یا نہیں، تو وضو برقرار رہے گا۔

2- نماز

چار رکعتی نماز میں شک ہو کہ تین پڑھی یا چار، تو کم پر بنا کرے گا کیونکہ کم یقینی ہے۔

3- روزہ

روزے کی حالت میں شک ہو کہ کچھ کھایا یا نہیں، تو روزہ برقرار رہے گا۔

معاملات میں اطلاق

1- ملکیت

کسی چیز پر کسی شخص کی ملکیت یقینی ہو اور دوسرا صرف شک کی بنیاد پر دعویٰ کرے تو پہلا شخص مالک رہے گا۔

2- قرض

قرض کی ادائیگی کا شک ہو تو اصل عدم ادائیگی ہے۔

فقہی اہمیت

- وسوسوں کا سدِ باب
 - عبادات میں آسانی
 - عدالتی فیصلوں میں بنیاد فراہم کرتا ہے
-

قاعدہ نمبر 3

المشقة تجلب التيسير

(مشقت آسانی کو دعوت دیتی ہے)

قاعدے کا مفہوم

اس قاعدے کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی شرعی حکم پر عمل کرنے میں غیر معمولی مشقت پیش آئے تو شریعت اس میں آسانی پیدا کر دیتی ہے۔

ماخذ

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ"

(اللہ تمہارے لیے آسانی چاہتا ہے، تنگی نہیں)

عبادات میں اطلاق

1- سفر میں نماز

مسافر کو نماز قصر کرنے کی اجازت دی گئی۔

2- بیماری میں روزہ

بیمار شخص کو روزہ چھوڑنے اور بعد میں قضا کرنے کی اجازت ہے۔

3- کھڑے ہو کر نماز

اگر کھڑا ہونا مشکل ہو تو بیٹھ کر نماز جائز ہے۔

معاملات میں اطلاق

1- اضطرار

جان بچانے کے لیے حرام چیز کھانے کی اجازت ہے۔

2- معاملات میں سہولت

شدید مجبوری میں بعض شرائط میں نرمی کی جاتی ہے۔

فقہی اہمیت

- شریعت کی رحمت اور وسعت واضح ہوتی ہے
- انسانی فطرت کے مطابق احکام
- دین کو قابلِ عمل بناتا ہے

تقابلی خلاصہ

- 1- الأمور بمقاصدھا نیت کی اہمیت واضح کرتا ہے
- 2- الیقین لا یزول بالشک یقین کو بنیاد بناتا ہے
- 3- المشقة تجلب التيسیر شریعت کی آسانی کو نمایاں کرتا ہے

نتیجہ

یہ تینوں قواعد فقہیہ عبادات اور معاملات دونوں میں بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔
ان کے ذریعے نہ صرف شرعی احکام کو سمجھنا آسان ہوتا ہے بلکہ دین کی
حکمت، عدل اور رحمت بھی واضح ہوتی ہے۔ یہی قواعد فقہ اسلامی کو ایک
جامع، لچکدار اور انسانی فطرت سے ہم آہنگ نظام بناتے ہیں۔